Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
(ایڈیٹر: نسیم سیفی)
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | ہفتہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ، ۲۲ وفا ۱۳۶۸ ہش، ۲۲ جولائی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۶۵

اخبار احمدیت

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ خیریت سے ہیں اور احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں دنیا کے اہم ممالک کا دورہ فرما رہے ہیں اور ان جلسوں میں بنفسِ نفیس شریک ہو کر ان کی رونق اور برکت کو دوبالا کر رہے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابعؒ کا دورہ مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور فرانس ۳

زیورک (سوئٹزرلینڈ) کی سٹی کونسل کی طرف سے حضور ایدہ اللہ کے اعزاز میں استقبالیہ

یونیورسٹی آف زیورک میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا بصیرت افروز خطاب

آج کے دَور کے ذہنی خلفشار کا علاج صرف دین حق پیش کرتا ہے

پریس کانفرنس سے خطاب، ۵۰ اخبارات نے تفصیلی خبر شائع کی

سفر سوئٹزرلینڈ

۱۶ مئی کو سوئٹزرلینڈ روانگی کا پروگرام تھا۔ صبح تقریباً دس بجے حضور انور اس سفر پر بذریعہ کار روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ایک جگہ نمازوں اور کھانے کے لئے کچھ دیر قیام فرمایا اور پھر بلیک فاریسٹ کے علاقے سے گذرتے ہوئے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ۴ بجکر ۴۵ منٹ پر جناب سوامی دیو آنند کے ہیڈ کوارٹر واقع HERRIF CHRICT مغربی جرمنی پہنچے جہاں پر مختلف مذاہب پر تحقیق کرنے والے سکالر موجود تھے۔ سوامی دیو آنند کی تحریک میں یہودیت پر تحقیق کرنیوالی سکالر خاتون MRS. ANKEKREUT-ZER نے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں تمام حاضر اراکین کا تعارف کرایا اور تحریک کے اغراض و مقاصد بیان کر کے حضور کی آمد پر حضور کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد حضور نے ان سے توحید کے موضوع پر گفتگو فرمائی اور خدا اور اس کے بندوں کے درمیان تعلق کے موضوع پر سورۃ البیّنہ کی روشنی میں اظہارِ خیال فرمایا۔ اس موقع پر جناب سوامی دیو آنند نے اس امر کا اظہار فرمایا کہ ہمارا مقصد مختلف مذاہب کی کامن تعلیمات کو رائج کرنا ہے۔ انہوں نے وید کے بارہ میں لکھی ہوئی اپنی کتاب کا ایک سیٹ حضور کو تحفۃً پیش کیا۔ حضور نے بھی انہیں اور ان کے بعض دوسرے ساتھیوں کو اپنی تازہ کتاب "MURDER IN THE NAME OF ALLAH" مرڈر اِن دِی نیم آف اللہ (مذہب کے نام پر خون کا انگریزی ترجمہ) اپنے دستخطوں کے ساتھ پیش فرمائی۔ شام ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر حضور انور زیورک کے لئے یہاں سے روانہ ہوئے۔

زیورک میں ورود

شام ۸ بج کر ۳۵ منٹ پر بیت المحمود زیورک میں ورود فرمایا۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ جرمنی کے بعد سوئٹزرلینڈ اور فرانس کے سفر پر ناسازی طبع کے باعث حضور کے ساتھ تشریف نہ لے جا سکیں۔ جرمنی سے بذریعہ ہوائی جہاز واپس لندن تشریف لے آئیں۔ زیورک پہنچنے پر حضور نے پہلے مشن ہاؤس کا معائنہ فرمایا اور اس کے بعد نماز مغرب و عشاء پڑھائیں، اور چند منٹ کے لئے احباب جماعت میں رونق افروز ہوئے اور ان سے حال و احوال دریافت فرماتے رہے۔

زیورک سٹی کونسل کی طرف سے استقبالیہ

۱۷ مئی بروز بدھ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں سٹی ہال زیورک میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ حضور جب سٹی ہال پہنچے تو شہر کے ۵ کونسلرز نے حضور ایدہ اللہ کو خوش آمدید کہا۔ میئر چین کے دورہ پر ہونے کی وجہ سے خود تو حاضر نہ ہو سکے تاہم انہوں نے کونسلر مسز ڈاکٹر ایملی EMILIEIERSERR کو اس تقریب کے لئے اپنا نمائندہ مقرر فرمایا۔ اس موقع پر ڈاکٹر ایملی نے حضور کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ میں نے آپ کی کتاب پڑھی ہے مجھے خوشی ہے کہ آپ جو باتیں بتا رہے ہیں اگر دنیا انہیں پڑھ کر اس پر عمل کرنے لگے تو یقیناً دنیا میں امن قائم ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمام مذاہب کو اپنے ملک میں خوش آمدید کہتے ہیں، اور ہمیں خوشی ہے کہ آپ کی بیت الذکر ہمارے شہر میں واقع ہے۔

ہم آپ کو یہاں خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ کی احمدیہ جماعت کے لئے خوشی کے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

باقی صـ۶ پر

● مکرم نعیم احمد صاحب طاہر۔ ابن مکرم مولوی ظہور حسین صاحب جو راولپنڈی امریکہ میں مقیم ہیں۔ چند دن قبل ان کو دل کی تکلیف ہوئی اور ڈاکٹروں نے بائی پاس اپریشن تجویز کیا۔ چنانچہ ان کا یہ اپریشن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو چکا ہے لیکن اپریشن کے بعد بعض پیچیدگیاں ہو گئی ہیں۔

احباب کرام سے ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

● کولون مغربی جرمنی سے مکرم رانا محمد خالد صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی بچی ایک ماہ سے ہسپتال میں داخل ہے۔ تشخیص نہیں ہو سکی ہے۔ خوراک بھی بذریعہ نالی دی جا رہی ہے اور اپریشن بھی ہونے والا ہے۔

تمام احباب جماعت سے انہوں نے درخواست دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو جلد از جلد کامل شفا عطا فرمائے۔

انہوں نے فضل عمر ہسپتال کے لئے بھی ایک ہزار جرمن مارک بذریعہ منی آرڈر بھیجنے کی اطلاع دی ہے۔

ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ۔

● خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں دل کے تین اپریشن کروانے کے بعد گھر آ گیا ہے کمزوری بہت زیادہ ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(بشیر احمد۔ احمد کلینک ربوہ)

تصحیح!

مورخہ ۱۱ جون کی اشاعت میں دفتر اوّل کے مجاہدین کی شائع شدہ فہرست میں محترمہ سکینہ صاحبہ اہلیہ شیخ نور الدین صاحب کی بجائے سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبد الرحیم صاحب درویش شائع ہو گیا ہے۔ احباب تصحیح فرمائیں۔

(وکیل المال اول)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ۔ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۲ ؍ وفا ہش ۱۳۶۸   ۲۲ ؍ جولائی ۱۹۸۹ء

آخر کب تک ؟

جب انسان نے اس کرۂ ارض پر زندگی کا آغاز کیا تو اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ کونسی بات کیا نتائج پیدا کر سکتی ہے ۔ اس کے لئے ہر بات ایک نیا تجربہ تھا ۔ ہر بات کو اس نے عجیب سمجھ کر پہلے چھوڑا پھر اپنایا ۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ اس کے پاس تجربے کا خزانہ جمع ہوتا رہا ۔ اور اسے معلوم ہوتا گیا کہ اس نے کیا کیا تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا ۔ اور اس بات سے اس نے اپنی زندگی کو بنانے اور سنوارنے کا کام لیا ۔ اور وہ اپنے آپ کو اور اپنے ماحول کو بہتر سے بہتر بنانے لگا ۔

البتہ ایک بات ایسی ہے کہ جس سے وہ متاثر ہوا لیکن کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا ۔ اور وہ بات تعلق رکھتی ہے مذہب کی دنیا سے ۔ وہ بڑے مزے لے لے کر تاریخ پڑھتا ہے اور گذشتہ واقعات کو عبرت کے لئے دوسروں کے سامنے پیش بھی کرتا ہے ۔ لیکن جب اسے خود اس سبق سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا ہے ۔ تو یہ موقع اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں سے پھسل جاتا ہے ۔ اور وہ عبرت کا سبق بن جاتا ہے ۔

تاریخ کے اوراق پر یہ بات سنہری حروف میں لکھی ہوئی ہے کہ کبھی ظلم مظلوم کو دبا نہیں سکا ۔ اس کا خاتمہ نہیں کر سکا ۔ مظلوم ہمیشہ جیتا ہے اور ظلم ہمیشہ ہارا ہے ۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ وقتی طور پر یوں لگے کہ ظلم نے میدان مار لیا ۔ لیکن دیکھنے والے دیکھتے ہیں اور تاریخ لکھنے والے یہ بات تاریخ میں درج کر لیتے ہیں کہ اس میدان میں ظلم زندگی اور عزت کی بھیک مانگ رہا ہے اور وہ ان دونوں چیزوں سے محروم رہتا ہے ۔ زندگی بھی ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور عزت کا دامن بھی تار تار ہو جاتا ہے ۔ بلکہ عزت کے دامن کے تار تار ہونے کا قصہ تو رہتی دنیا تک دہرائے جانے کے لئے ثبت ہو جاتا ہے ۔

کل کے ظالم کے ساتھ بھی یہی ہوا اور آج کے ظالم کے ساتھ بھی یہی ہوگا ۔ اللہ تعالےٰ کی سُنّت کبھی نہیں بدلی ۔ اور ظالم کے ساتھ یہ سلوک اس کی سُنّت ہی کا ایک حصہ ہے ۔

ظالم کون ہے اور مظلوم کون ۔ اس فیصلہ میں کبھی کوئی مشکل پیش نہیں آتی ۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ خالی الذہن ہو کر اپنے دل میں جھانکے اور اپنے اعمال پر کڑی نظر رکھے کبھی ظالم نہ بنے ۔ کہ یہ اس کی بربادی ہی کا سامان ہے ۔ اور ظلم کرے گا تو کب تک ۔

> کب تک آپ اندھیرے میں یہ ٹامک ٹوئیاں مارینگے
> کب تک اور کہاں تک نفرت کی دیوار اساریں گے
>
> آئیے ہم مل بیٹھیں اور پھر اک دوجے سے پیار کریں
> ایسا ہو جائے تو دنیا بھر کے کام سنواریں گے
>
> ابوالاقبال

چُپ کی سانس بہت لمبی ہے چلی تو چلتی جائیگی
شور کی دھوپ کڑی ہے لیکن ڈھلی تو ڈھلتی جائیگی

سچ کی روشن کرنیں ہر شئے کو اُجلاتی ہیں
جھوٹ کی مُورکھ دیوی اپنی آنکھیں ملتی جائیگی

ہم نے اپنا زورِ بازو صبر سے باندھ کے رکھا ہے
انکی طاقت انکے ہاتھ سے آپ نکلتی جائیگی

گرتے پڑتے ہم تو اپنی منزل پر جا پہنچیں گے
اور کسی کے پاؤں تلے سے ریت پھسلتی جائیگی

آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں دل نے جو محسوس کیا
سب دیکھیں گے یہ کیفیت آپ بدلتی جائیگی

اِک کونے میں چُھپ چُھپ کر جو سوچیں گے بربادی کا
انکی سب تدبیروں کو تقدیر مسلتی جائیگی

نیلی چھت والا بھی سب کچھ دیکھ کے چُپ چُپ بیٹھا ہے
لیکن جب بھی وہ بولا ہر چیز دہلتی جائیگی

میں جب اس سے بات کرونگا رات کے پچھلے حصّے میں
میری ہر امّید مرے سینے میں مچلتی جائیگی

میں اپنے آپ سے باتیں کر کے کچھ کچھ خوش ہو لیتا ہوں
خاموشی سے ڈرتا ہوں، یہ راز اُگلتی جائیگی

کچھ لوگ نسیم سمجھتے ہیں جو چاہیں وہ کر گزریں گے
یہ بھُول ہے بھولے لوگوں کی کہ ان کی چلتی جائیگی

(نسیم سیفی)

مصیبت کے زخم کیلئے مرہم

”یاد رکھو مصیبت کے زخم کیلئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا“

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

ڈاکٹر سلام صاحب سے انٹرویو

خلیج ٹائمز نے (جو دبئی سے شائع ہوتا ہے) اپنے ۲۷ مئی ۱۹۸۹ء کے شمارے میں اپنے اسلام آباد کے نامہ نگار کے حوالے سے کہا ہے کہ سلام صاحب اسلامی ملکوں میں سائنس کی طرف بے توجہگی کا افسوس کرتے ہیں۔ اعلیٰ پاکستانی سائنس دان اور نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کہتے ہیں کہ وہ اپنے ملک (پاکستان) واپس جانا چاہتے ہیں تاکہ وہاں سائنس کی ترقی کے لئے کام کر سکیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ شاید حالات انہیں کبھی ایسا نہ کرنے دیں۔

"میری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ میں پاکستان واپس آجاؤں۔ اب میں ایک بوڑھا شخص ہوں اور میری تمنا ہے کہ میری موت میرے اپنے ملک میں ہو"۔

ڈاکٹر سلام نے ایک انٹرویو میں جو لاہور کے انگریزی اخبار "نیشن" کو دیا گیا تھا اس میں اس خیال کا اظہار کیا لیکن یہ سائنسدان جو قادیانی اقلیت سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کی ہمیشہ بنیاد پرست پاکستانیوں کی طرف سے مخالفت کی جاتی ہے، نے نہایت تکلیف دہ احساس کے ساتھ کہا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ شاید میں کبھی واپس نہ آسکوں گا"۔

انہوں نے کہا کہ اگر بینظیر کی حکومت سائنس کا ادارہ قائم کرتی ہے اور ان سے اس ادارے کی خدمت کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ ہر چیز چھوڑ کر باوقار سائنسی تحقیق جو ٹریسٹ کے ادارے میں یقیناً ہو رہی ہے وہ بھی چھوڑ کر آنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ حالانکہ ٹریسٹ میں وہ تین مزید ادارے قائم کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ ان کی خواہش جو پوری نہ ہو سکی اس کے متعلق ان کا کیا خیال ہے تو ڈاکٹر سلام جن کی عمر اس وقت ۶۳ برس ہے، نے افسوس کا اظہار کیا کہ وہ اسلام کے لئے کوئی خدمت نہ کر سکے اور اسی طرح وہ اپنے ملک کے لئے بھی کوئی خدمت بجا نہ لا سکے۔ انہیں نوبل انعام ۱۹۷۹ء میں دیا گیا تھا اور اس نوبل انعام کا موضوع "گرینڈ یونیفائڈ تھیوری" تھا۔ یہ حساب کی ایک تھیوری ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے جو کام کیا تھا اس کے پیش نظر انہیں یہ انعام ملا تھا۔ موجودہ وقت میں وہ انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس جو ٹریسٹ میں واقع ہے، کے ڈائریکٹر ہیں۔ ڈاکٹر سلام صاحب نے آئی سی او سٹینڈنگ کمیٹی کی تیسری میٹنگ میں شرکت کی تھی۔ اس میٹنگ میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے تعاون کے موضوع پر اسلام آباد میں گزشتہ ہفتہ میٹنگ ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر وہ محترمہ بے نظیر بھٹو سے بھی ملے۔ ان کے متعلق ڈاکٹر سلام صاحب نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ اب پہلے کی نسبت بہت زیادہ فرق محسوس کیا جا سکتا ہے اور اب جس طرح سائنس کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے پہلے ایسا نہیں تھا۔ لیکن کیا سائنس کے سلسلے میں کچھ کیا بھی جا سکے گا یا نہیں۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ پاکستان کے کس سربراہ کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ سائنسی ترقی کا رجحان رکھتے تھے ڈاکٹر سلام صاحب نے کہا کہ جہاں تک ایوب خاں کا تعلق ہے وہ ان سے بہت خوش تھے اور ان کی خوشی کا باعث انکا سائنس کا حصول علم تھا۔ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے متعلق نہیں سوچتے تھے۔ جہاں تک یحییٰ خاں کا تعلق ہے انہیں ہرگز کسی قسم کی سائنس میں دلچسپی نہیں تھی۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو شروع میں خاصی حد تک سائنسی علوم کی ترویج اور ان کی ترقی میں دلچسپی لیتے تھے لیکن بعد میں ان کی یہ دلچسپی کم ہوتی چلی گئی۔ ڈاکٹر سلام صاحب جنرل ضیاء الحق کے متعلق نہایت تلخ خیالات کا اظہار کرتے رہے۔ ان کے خیال میں جنرل ضیاء ایک مکمل فریب تھے۔ جب بھی وہ جنرل ضیاء سے ملے جنرل ضیاء نے بہت کچھ کرنے کا وعدہ کیا لیکن کبھی کچھ نہیں کیا۔

نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر سلام نے کہا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی اسلامی دنیا اور تیسری دنیا میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ کیونکہ سائنس کے لئے کسی کو توجہ ہی پیدا نہیں ہوتی اور یہاں پر کوئی ادارے قائم نہیں کئے جاتے اور قانونی طور پر اسکو کوئی مدد نہیں ملتی۔ ڈاکٹر سلام صاحب نے کہا کہ انہوں نے پاکستانی حکومت کو یہ تجویز پیش کی ہے کہ وہ سائنس کی ترقی کے لئے زیادہ فنڈز مہیا کریں۔ اور پانچ سائنسی ادارے قائم کریں۔ اس وقت ۰۲ء فی صد جی۔ این۔ پی۔ کا سائنس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے آئندہ ایک فیصد استعمال کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر سلام صاحب نے کہا کہ پاکستان اور دوسرے اسلامی ملکوں کو اعلیٰ ٹیکنالوجی کے لئے کوشش کرنی پڑے گی۔ اور یہ ان کے لئے ایک لازمی امر ہے

سائنس کی اہمیت

بنت اطہر

پچھلے دنوں آپ کا اداریہ سائنس کے فروغ کے بارے میں شائع ہوا سائنس کی چھوٹی چھوٹی کتابیں بچوں کے لئے شائع کرنا نہایت نیک خیال ہے۔ آج کل کے بچوں کا ذہن الیکٹرانک میڈ یا ہونے کی وجہ سے بہت جلدی سائنسی رموز کو سمجھ لیتا ہے۔ اس کے لئے اگر ہلکے پھلکے انداز میں سمجھایا جائے تو بچوں کے جنرل نالج میں قابل قدر اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک لطیفہ سمجھ لیں، پیش کرتی ہوں۔ میں ایک دن فزیالوجی کی کتاب پڑھ رہی تھی تو میرا بیٹا جو نرسری میں ہے پوچھنے لگا کہ آپ کیا پڑھ رہی ہیں"؟ میں نے اسے بتایا بیٹا میں سیل CELL پڑھ رہی ہوں یعنی خلیہ جس سے ہمارا جسم بنتا ہے اور اس کو واضح کرنے کے لئے بتایا کہ جیسے دیوار اینٹوں سے مل کر بنی ہے اسی طرح ہماری جلد اور سب چیزیں سیل سے بنی ہیں۔ خدا کے فضل سے وہ یہ بات سمجھ گیا اور کہنے لگا "اچھا! تو جب سیل خراب ہو جاتے ہیں تو آدمی کو ہسپتال داخل کروا دیتے ہیں اور ہسپتال والے پھر سیلوں کو چارج کر کے بندے کو واپس بھجوا دیتے ہیں اور بندہ ٹھیک ہو جاتا ہے"! بچے نے تو یہ بات اپنے ذہن کے مطابق ڈرائی سیل کے خراب ہونے اور پھر چارج ہونے کی کہی مگر حقیقت یہ ہے کہ ہمارے جسمانی سیل ہر وقت چارج رہتے ہیں جن کی اندر کی سطح منفی اور بیرونی سطح مثبت ہوتی ہے۔ اور چارج کی تبدیلی سیل کے فعل پر اثر انداز ہوتی ہے۔

اس مثال کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ بچے کو اگر ساتھ ساتھ مثالوں سے واضح کر دیا جائے تو بہت جلد سمجھ جاتے ہیں۔ آپ نے کتابوں کی اشاعت کی بھی بات کی اس سلسلے میں پاکستان سے باہر رہنے والے بہت اچھی تجاویز دے سکتے ہیں۔ مثلاً انگلستان یا امریکہ میں ابتدائی تعلیم میں صرف معلوماتی یا کہانیوں کی کتابیں پڑھنے کیلئے دیتے ہیں۔

ایک سیریز میں خاکسار نے نوٹ کیا کہ صرف تصاویر کی مدد سے بہت اچھی معلومات مہیا کی گئیں مثلاً گھڑیوں کے متعلق انہوں نے ہر صفحے پر ایک تصویر بنا دی، مثلاً ___ HOURGLASS کی شکل اور ساتھ اس کا نام جو کہ پرانے زمانے میں استعمال کیا جاتا تھا اسی طرح دھوپ گھڑی (SUNDIAL) جو چھڑی زمین میں گاڑ کر وقت پتہ کرتے تھے پھر کلاک، رسٹ واچ، الیکٹرانک واچ وال کلاک۔ یعنی گھڑی سے متعلق اصطلاحیں ایک ہی کتاب میں یکجا کر دی گئیں۔ اس طرح 'گھر' کے موضوع پر فلیٹس، بنگلے، ہٹس HUTS IGLOO (برف کے گھر) وغیرہ وغیرہ اس طرح ذخیرۂ الفاظ بھی بڑھا اور معلومات بھی۔ اسی طرز پر بحری جہاز۔ ریلیں وغیرہ کے موضوعات تھے یہ ساری معلومات گائیڈ لائن کے طور پر ہیں۔ باہر کے رہنے والے مزید اچھی آراء سے نواز سکتے ہیں۔

دوسرا ایک طریق یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اطفال کی تنظیم سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ہر ماہ ہر محلے یا مرکزی طور پر اطفال کو اکٹھا کر کے سمعی و بصری آلات سے معلوماتی تصاویر یا فلمز دکھائی جائیں جو کہ تدریجی ہوں۔ اس سلسلے میں باہر سے فلمیں مل سکتی ہیں۔ ان کے ساتھ دینی پروگرام بھی رکھے جا سکتے ہیں ان کو بھی اسی طرح تصاویر اور سلائیڈز کی مدد سے واضح کیا جائے۔ خاکسار کو "سکول پروگرامز" انگلستان میں دیکھنے کا موقع ملا۔ اس میں ایک دن ایک ٹیچر بچوں کو "لیور کا اصول" بتا رہی تھیں (ہم نے لیور دسویں جماعت میں پڑھا تھا) سب بچے پانچ یا چھ برس کے تھے اور بڑی آزادی سے لان میں کھیل رہے تھے۔ ٹیچر نے ایک بچہ کو بلایا اور کہا یہ جو لکڑی کا بڑا سا ٹکڑا ہے اس کو ہلاؤ۔ بچے بڑے جوش سے اس کے ساتھ چمٹ کر اس کو دھکیلنے کی کوشش کرنے لگے کوئی ہنس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہا ہے کوئی زور لگا رہا ہے یعنی بے فکری کے ماحول میں۔ بہرحال وہ درخت کے تنے کا ٹکڑا نہ ہل سکا۔ اس پر ٹیچر نے ایک بچے کو ایک لمبا سا ڈنڈا دیا اور ایک اینٹ پر جما کر اس لکڑی کے تنے کے نیچے رکھ کر کہا لو اب ہلاؤ اور حسب توقع ایک ہی بچے نے اس کو ہلا دیا۔ یعنی زبانی اور خیالی طریق پر سمجھانے کی بجائے عملی طور پر اس عمر کے بچوں نے بھی لیور کا اصول سیکھ لیا۔

اس سلسلے میں مزید ایک رائے پیش خدمت ہے کہ ربوہ میں سائنس میوزیم بنایا جائے جو پبلک کیلئے کھلا ہو۔ ہمارے کالجز میں تو میوزیم ہیں مگر وہ صرف نصابی کورس ہی پورا کرتے ہیں۔ اس میں سادہ اشیاء سے شروع کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً پودوں، درختوں اور جھاڑیوں کے نمونے، پھر ربوہ میں جتنے درخت ہیں انکے پتوں کے نمونے، ظاہر ہے ہر درخت کے پتے اپنی جسامت اور شکل کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ پھر ایک بہت بڑے درخت کی یا بہت بڑے پھول کی تصویر بنا کر اس کے حصوں کے نام لکھ دیئے جائیں۔ اس طرح چلتے پھرتے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ اسی طرح ربوہ کی مٹی کے نمونے، ریتلی، پتھریلی اور کلر والی ایک جگہ جمع کی جا سکتی ہیں۔

اس میوزیم کو حسب حال قرآنی آیات، احادیث یا شعر وغیرہ سے مزین کیا جائے تو دینی و دنیوی علوم یکجا ہو کر لطف دے سکتے ہیں۔

ایک بات اور کہ گھروں میں عموماً سب نے دیکھا ہوگا کہ بچے ہر چیز کو توڑ کر دیکھنا پسند کرتے ہیں یا کھول کر۔ اس سلسلے میں اگر خود بچے کی مدد کی جائے تو مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک ٹارچ ہے۔ آپ اس کو چھپا کر رکھنا چاہتے ہیں اور بچہ اس کوشش میں ہے کہ کب ہاتھ آئے اور کب اس کو کھول کر دیکھوں۔ اب بچہ ظاہر ہے بچہ ہے اس کو ٹارچ کھولنے کا علم نہیں۔ لہذا وہ اُلٹے سیدھے طریقے سے کھول کر اس کو توڑنے کی کوشش کرے گا۔ اگر آپ خود بچہ کے ساتھ بیٹھ کر اس کو بتائیں کہ یہ یہاں سے کھلتی ہے اور اس میں سیل اس طرح ڈالے جاتے ہیں۔ اور آن آف یہاں سے ہوتی ہے۔ تو آپ کی ٹارچ کے ٹوٹنے یا خراب ہونے کے مواقع بہت کم ہو جائیں گے۔ (لیکن آپ ٹی وی یا فرج کھول کر نہ بیٹھ جایئے گا) چھوٹی چھوٹی چیزیں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ بچے سلائی مشین کی طرف خاص طور پر بھاگے آتے ہیں۔ آپ ان کو کام پر لگا دیں کہ اس مشین میں جتنے پہیے استعمال ہوئے ہیں گن کر بتائیں۔ رات کو سوتے ہوئے چاند ستاروں کے متعلق بتایا جا سکتا ہے کیونکہ اگر باہر لیٹے ہوں اور صاف آسمان ہو تو توجہ انہی چیزوں پر مرکوز ہوتی ہے اور سیکھنے اور سمجھنے کی استعداد تیز ہوتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ستاروں کے متعلق علم ہوئے بغیر ہم کس طرح بچوں کو بتائیں۔ جن والدین نے اجسام فلکی پڑھے ہیں وہ تو کچھ بتا سکتے ہیں۔ دوسروں کے لئے اگر چھوٹے چھوٹے پمفلٹ ہوں مثلاً چاند کے موضوع پر کب چاند پر گئے اس کی سطح کیسی ہے۔ ہم سے کتنی دور ہے یا ستاروں کے متعلق دُب اکبر، دب اصغر، کہکشاں وغیرہ کی اصطلاحوں پر مبنی کتابچے بہت اہم ثابت ہو سکتے ہیں۔

یہ محض چند آراء ہیں۔ بہت سے بزرگوں اور علم دوست حضرات کے پاس مزید اچھے اچھے مشورے اور تجاویز ہوں گی جن سے ہم سب احمدیوں کی جدید علوم کے متعلق آگہی تیز ہو سکتی ہے۔ اور یہ علوم جو درحقیقت ہماری دینی میراث ہیں ان پر ہم دسترس حاصل کر سکتے ہیں

اصلاح معاشرہ

جھوٹ سانپ اور بچھو سے زیادہ زہریلا ہے

عبدالباسط شاہد

جھوٹ ایک ایسا گناہ ہے جو جھوٹے شخص کو تو نقصان پہنچاتا ہی ہے مگر اس کا نقصان اور مضرت اس کی ذات تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ قومی اور اجتماعی زندگی میں بھی اس کی وجہ سے بہت سی غلطیاں راہ پا لیتی ہیں۔ میاں بیوی کے جھگڑے۔ لین دین کے تنازعات۔ جماعتی نظام اور نظام کے چلانے والوں کے متعلق بے سرو پا باتیں اور ایسے ہی اور بہت سے بڑے بڑے نقائص اور عیوب جھوٹ کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گویا جھوٹ ایک ایسی چھوت کی بیماری ہے جو جھوٹے کی روحانیت کو تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ ارد گرد بھی غلط اثر ڈال کر ماحول کو گندہ کرتی اور جماعتی وقار اور عزت کو خطرے میں ڈالتی ہے۔

سیدنا حضرت فضل عمر اس خطرناک بیماری سے ڈراتے ہوئے اور اس کے نقصانات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اگر ہم میں سے ایک شخص بھی ایسا ہے کہ جو جھوٹ بولتا ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کو سرطان کی بیماری ہو اور اس کا مقابلہ کرنا تمہارا فرض ہے پس یہ وعدہ کرو کہ آئندہ نہ تو خود جھوٹ بولو گے اور نہ ہی اپنی اولادوں اور محلہ والوں کو بولنے دو گے اور جب تم اپنی اولادوں کو جھوٹ سیکھنے کا موقع ہی نہ دو گے تو جھوٹ کہاں رہ جائے گا بعض بچوں کو جوئیں پڑ جاتی ہیں تو سارا گھر باری باری نکالنے بیٹھتا ہے حتیٰ کہ چن چن کر سب کو مار دیتے ہیں بلکہ لیکھیں بھی تلاش کر کے ختم کر دیتے ہیں۔ اس طرح تم بھی جھوٹ کو ختم کرو جس طرح دیوانے کتے کو تلاش کر کے اسے ہلاک کیا جاتا ہے اسی طرح تم جھوٹ کو مٹاؤ۔ سانپ اور بچھو کو اتنا زہریلا نہ سمجھو جتنا جھوٹ کو۔ اگر تم ایسا کرو تو چھ ماہ کے اندر اندر جماعت سے جھوٹ کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں ہر شخص یہ سمجھ لے گا کہ اگر اس جماعت میں رہنا ہے تو جھوٹ چھوڑنا پڑے گا اور جب جھوٹ گیا تو باقی گناہ بھی نہیں رہ سکیں گے۔ (الفضل ۴ اکتوبر ۱۹۳۸ء)

اس قابل نفرت بیماری اور گناہ کو دور کرنے کی برکت سے انسان کو سچائی کی نعمت حاصل ہوگی جو اس کی روحانی ترقی کا باعث بننے کے ساتھ ساتھ اس کی عزت اور وقار میں اضافہ کا باعث ہوگی سچ کی برکات کے متعلق حضرت فضل عمر ارشاد فرماتے ہیں:

" دنیا میں شہادتوں کے وقت سچ بولنا ہمسایوں کو طاقت اور اہل محلہ کو برکت دیتا ہے اور دین کے معاملہ میں سچ بولنا انتظام کو وسیع اور مضبوط کرتا ہے پس یہ گر ایک دفعہ اختیار کر لو اور دوسروں کو اختیار کرنے میں مدد دو یعنی وعدہ کرو کہ اپنے محلہ میں اور ارد گرد رہنے والوں کو جھوٹ نہیں بولنے دو گے اور فیصلہ کر لو کہ خواہ انجام کچھ ہو جھوٹا آدمی کوئی بھی اسی جماعت میں نہ رہنے دیں گے ..... تو تم دیکھو گے کہ تمہارے لئے دنیا کی کوئی مصیبت باقی نہیں رہے گی اور تمہارے اندر ایسی دلیری پیدا ہو جائے گی جو ہر مخالفت کو ایک زبردست دریا کی طاقت کے ساتھ خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گی۔" (الفضل ۴ اکتوبر ۱۹۳۸ء)

قول سدید اور سچائی کی برکت سے ایمان میں جو مضبوطی اور دلوں میں جو بہادری اور بے خوفی پیدا ہوتی ہے اس کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے حضور ارشاد فرماتے ہیں:-

"صحیح مذہبی ترقی کے لئے سچائی ضروری چیز ہے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل اور نڈر ہو جانا بھی بہت ہی ضروری ہے اور میرے نقطہ نگاہ سے تو سچائی اور بے خوفی ایک ہی چیز ہے جو بے خوف ہو وہ ضرور سچا ہوگا اور جو سچا ہو وہ ڈر نہیں سکتا۔ سچ کو چھوڑتا ہی انسان ڈر کی وجہ سے ہے خواہ وہ ڈر جان کا ہو یا مال کا یا عزت کا جو انسان ڈرتا نہیں وہ جھوٹ کبھی نہیں بول سکتا اور جو جھوٹ نہیں بولتا وہ ضرور نڈر ہوگا ...... سچائی اور بے خوفی اگرچہ دو علیحدہ علیحدہ خلق ہیں مگر ان کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جہاں سچ ہوگا وہیں بے خوفی ہوگی اور جہاں بے خوفی ہوگی وہاں سچ ہوگا۔"

(الفضل ۲۷ فروری ۳۷ء)

ایک اور موقعہ پر آپ فرماتے ہیں:-

" سچا بہادر وہ ہوتا ہے جو جھوٹ سے کام نہیں لیتا جو شخص کسی دلیری سے کسی قتل کا ارتکاب کرتا ہے مگر بعد میں اپنے اس فعل پر بشرطیکہ وہ برا ہو نادم ہوتا ہے اور چھپانے کی کوشش نہیں کرتا وہ سچا بہادر ہے ......

میں چاہتا ہوں کہ تمہارے اعمال بھی خدا کے لئے ہوں اس میں نفسانیت کا کوئی شائبہ نہ ہو ان میں بزدلی کا کوئی شائبہ نہ ہو اور ان میں تقویٰ کے خلاف کسی چیز کی آمیزش نہ ہو لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ تم میں سے ہر شخص اتنا مضبوط اتنا بہادر اتنا دلیر اور اتنا جری ہو کہ جب تم کسی کو معاف کرو تو لوگ خود بخود یہ کہیں کہ تمہارا عفو خدا کے لئے ہے کمزور ہونے کی وجہ سے نہیں۔ ایسی قربانی دلوں کو موہ لیتی ہے اور ایسے پر حملہ کرنا آسان نہیں ہوتا کیونکہ حملہ کرنے والے کا دل فتح ہو جاتا ہے۔"

(الفضل ۶ اکتوبر ۱۹۶۰ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک محمد عبداللہ

یادِ رفتگان

حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ

سلسلہ عالیہ کے ایک جیّد عالم اور صوفی منش بزرگ

حضرت مولانا راجیکی صاحب کا شمار سلسلہ عالیہ کے چوٹی کے علماء اور مناظرین میں ہوتا ہے۔ آپ صاحب کشف اور مستجاب الدعوات بزرگوں میں سے تھے۔ علمِ طبّ میں بھی آپکو بہت دسترس حاصل تھی۔ جڑی بوٹیوں کے متعلق آپ کو بہت واقفیت تھی۔ سلسلہ کے ایک جیّد عالم اور مناظر ہونے کی وجہ سے خاکسار طالب علمی کے زمانہ ہی میں ان سے متعارف تھا لیکن ۱۹۳۵ء میں جب یہ عاجز جامعہ احمدیہ کی شاہد کلاس سے فارغ ہوکر نظارت اصلاح وارشاد میں بطور مربّی مقرّر ہوا تو سب سے پہلے مجھے آپ کے ساتھ چند ماہ کے لئے متعیّن کیا گیا اور اس طرح آپ کے ساتھ گہرا تعلق ہوگیا۔ اور یہ تعلق ایسا قائم ہوا کہ آخر وقت تک آپکی دعائیں اور بزرگانہ شفقت میرے شاملِ حال رہی۔

۱۹۳۶ء میں نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے اس عاجز کو بطور مربّی ریاست میسور بھیجا گیا۔ مَیں بذریعہ ریل گاڑی حیدرآباد دکن کے راستہ سے روانہ ہوا۔ سفر کے دوران میں سکندرآباد دکن کچھ وقت کے لئے رُکا کہ جماعت کے ایک معروف بزرگ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین سے ملاقات ہوجائے۔ سیٹھ صاحب کی شخصیّت کسی تعارف محتاج نہیں ہے۔ مَیں عصر کے وقت انکی قیام گاہ پر پہنچا۔ وہ حسبِ عادت بڑے تپاک اور خندہ پیشانی سے ملے حضرت فضل عمر اور باقی بزرگان کی خیریت دریافت کی، اور جلد ہی پُرتکلّف چائے کا انتظام فرمایا۔ دوسرے دن میں نے میسور جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا کہ بھائی حضرت مولانا راجیکی سے نہیں ملیں گے وہ آج کل یہاں آئے ہوئے ہیں اور چند میل کے فاصلہ پر حیدرآباد میں مقیم ہیں۔ چند گھنٹوں کے لئے سفر ملتوی کرکے حضرت سیٹھ صاحب کے ہمراہ کار میں ہم حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ عبداللہ تم یہاں کہاں۔ بڑے تپاک سے ملے۔ مَیں نے عرض کیا کہ بطور مربّی میسور جارہا ہوں۔ پس آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد جب واپس ہوئے تو بڑی لمبی دعا فرمائی اور حضرت سیٹھ صاحب سے فرمایا کہ یہ میرا خاص شاگرد ہے۔ بطور مربّی کئی ماہ تک میرے ساتھ رہا ہے۔ روانگی کے وقت آپ نے ایک روپیہ مجھے دیا اور جب میں نے کچھ پس وپیش کی تو فرمایا کہ بڑوں سے جو چیز ملے بشاشت سے لے لینی چاہیئے۔

قادیان کا واقعہ ہے کہ میری ایک بچّی کو بار بار قے آنے کی شکایت ہوگئی۔ کوئی چیز بھی کھائے قے ہوجاتی تھی۔ دو تین ڈاکٹروں کا علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ شام کا وقت ہوگیا، میرا مکان دارالرحمت میں تھا اور حضرت مولانا صاحب کا مکان بھی اسی محلہ میں تھا۔ مَیں پریشانی کی حالت میں اپنے مکان سے باہر سڑک پر کھڑا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ حضرت مولانا صاحب شہر سے اپنے مکان کی جانب تشریف لارہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کیا بات ہے کچھ پریشان نظر آتے ہو۔ مَیں نے بچّی کی بیماری کا بتلایا تو میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ۔ تھوڑے فاصلہ پر محلہ سے باہر ایک کنواں تھا جس پر پیپل کے چند درخت تھے۔ وہاں سے دس بارہ خشک پتّے اٹھا کر مجھے دیئے اور فرمایا کہ کسی صاف جگہ پر رکھ کر انہیں جلا کر راکھ بنالو۔ اور اس راکھ کو ایک کپ پانی میں ڈال کر چند بار اسے ہلاؤ۔ اس کے بعد یہ راکھ پانی میں نیچے بیٹھ جائیگی اس کے اوپر جو صاف پانی ہوگا وہ گھونٹ گھونٹ بچی کو پلادو۔ خدا نے چاہا تو شفا ہوگی۔ چنانچہ آپ کے فرمانے کے مطابق ایسا ہی کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے بچّی کی تکلیف دور کردی۔

آپ بڑے ہی دعاگو اور ہمدرد بزرگ تھے۔ ۱۹۵۳ء میں جب جماعت کے خلاف بہت تحریک چلی تو ربوہ سے مجھے ڈیڑھ ماہ کے لئے نظر بند کردیا گیا۔ حضرت مولوی صاحب اس سے دوسرے تیسرے دن میرے مکان کوارٹر صدر انجمن احمدیہ پر تشریف لائے۔ بیرونی برآمدہ میں کھڑے ہوکر میری اہلیہ کو بلایا۔ بچّوں کو بہت پیار کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی تکالیف اور انکی قربانیوں کے متعلق مختصراً فرمایا اور اس کے بعد بہت لمبی دعا فرمائی۔ آپ مکان پر دوبارہ تشریف لائے اور دعا فرمائی۔ غرضیکہ حضرت مولانا صاحب کی سادگی۔ آپ کا مستجاب الدعوات ہونا۔ اور ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی یاد میں محو ہونا یہ ایسی صفات ہیں جو ہم سب کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد

میرے داماد پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ۱۱ر جنوری ۱۹۸۶ء کو بہاولپور میں وفات پاگئے تھے۔ ان کی وفات کی خبر جماعت کے ضمیموں اور قومی اخبارات میں شائع ہوئی تھی ڈاکٹر صاحب کی بیوی یعنی میری بیٹی اور نواسے نواسیاں اس وقت انگلینڈ میں ہیں۔ وہاں سے میری نواسی عزیزہ صباحت عائشہ احمد نے ایک مضمون اپنے والد صاحب کے متعلق بھیجا ہے برائے مہربانی الفضل میں شائع فرماکر بچی کی حوصلہ افزائی فرمائیں ممنون ہوں گا۔ (احقر محمود احمد خان)

۱۱ اور ۱۲ر جنوری کی درمیانی شب زندگی کی ایک تاریک رات تھی۔ جس میں ہمارا سب کچھ چھن گیا۔ اسی اندھیری اور خوفناک رات کو میرے پیارے ابو ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

جب سے ہم نے آنکھ کھولی اپنے پیارے ابو کا پیار کا سایہ اپنے سروں پر موجود پایا۔ وہ نہ صرف ہم سے بے حد پیار وشفقت اور محبت سے پیش آتے بلکہ ہر جاننے اور ملنے والے سے ایسا ہی شفقت بھرا سلوک کرتے تھے۔ وہ آرتھو پیڈک سرجن تھے۔ نام انکا پروفیسر بشیر احمد تھا۔ اور قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں پروفیسر اور بی۔ وی ہسپتال بہاولپور میں معالج اور سرجن تھے، مرنجان مرنج طبیعت کی وجہ سے اپنے حلقے میں مقبول اور ممتاز تھے۔ بلکہ اپنے ہم عصروں سے منفرد تھے۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں حیدرآباد میں ہی احمدی ہوئے تھے، بہاولپور میں جماعتی عہدہ بھی اُن کے پاس تھا۔ ہزاروں مریضوں نے اُن کے ہاتھ پر شفا پائی تھی۔ ان کی شہرت ملک کے علاوہ غیر ممالک میں بھی پہنچ چکی تھی۔ کئی بین الاقوامی ماہرین بھی آپ کی صلاحیتوں کے معترف تھے

۱۱ر جنوری ۱۹۸۶ء کو حسبِ معمول اپنی کلینک میں رات ۱½ بجے تک مریضوں کا معائنہ کرتے رہے رات کا کھانا کھایا اور سونے کے لئے لیٹ گئے دو منٹ بعد اُن کا آخری سانس سنائی دیا اور بغیر بولے اور درد کا اظہار کئے شدید ہارٹ اٹیک سے وفات پاگئے اور ہم سب کو روتا، تڑپتا ہوا چھوڑ کر عین جوانی کے عالم میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔

وفات کے وقت عمر ۴۴½ سال تھی۔

وہ سب کے محسن تھے۔ وہ ایک شفیق باپ فرمانبردار بیٹے اور محبت کرنے والے خاوند، قابل اور ماہر سرجن اور قابل استاد تھے۔

سلسلہ سے بھی آپ والہانہ محبت رکھتے تھے۔ اور سلسلہ کے طبی ماہرین خاندان حضرت اقدس اور دیگر بزرگان سے واسطہ رکھتے تھے سلسلہ کو جب بھی کسی مالی یا اخلاقی امداد کی ضرورت پڑی تو آپ نے بلاچون وچراں اپنی خدمات پیش کیں۔ آپ نے کبھی بھی مذہب، رنگ ونسل یا ذات پات کا امتیاز نہ رکھا۔ جب بھی مرکز یا بزرگان کو کسی ایسے مشورہ یا مدد کی ضرورت ہوئی جس میں آپ ماہر تھے۔ آپ ہر طرح کے طبی مشورہ اور عملی طور پر مدد فرماتے۔ حضرت امام جماعتِ احمدیہ سے بھی آپ کے قریب ترین مراسم تھے۔ جس کا ہمیشہ فخر سے ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ابو کے پاس دیگر جاننے والوں کے علاوہ احمدی مریض جو مقامی مرکز سے یا اردگرد سے آتے ایک تانتا بندھا رہتا اور ہر ایک کی مدد اور خدمت ایک فریضہ سمجھ کر ادا کرتے اور اس کو اپنے لئے خوش نصیبی اور راحت محسوس کرتے۔ آپ کی بلند اخلاقی کی وجہ سے سب ہی آپ کے معترف اور گرویدہ تھے آپ کی ذات گوناگوں خوبیوں کا مرقع تھی۔ ان کی کمی زندگی بھر پوری نہیں ہوسکتی۔

ہم خدا کے حضور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ہم سب بہن بھائیوں اور والدہ اور دیگر واحقین کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

(صباحت عائشہ احمد بنت ڈاکٹر پروفیسر بشیر احمد آف بہاولپور حال جلنگھم کینٹ۔ انگلینڈ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ از دورہ جرمنی

یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ سٹی کونسل نے حضور کے زیورک میں ورود سے قبل نہایت خوبصورت پھولوں کے بڑے بڑے گلدستے مشن ہاؤس بھجوائے۔ حضور نے اس موقع پر ان پھولوں کی خوبصورتی اور خوشبو کے حوالے سے ان کے نیک اور خوبصورت جذبات کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ آپ کے ان پھولوں میں محبت کا پیغام تھا، جس سے میرا دل جذباتِ شکر سے بھر گیا۔ اللہ آپ کو اس کی جزاء دے۔ حضور نے فرمایا کہ مذاہب ایک پھول کی مانند ہوتے ہیں، مذہب ایک ایسا پھول ہے جس میں کوئی کانٹے نہیں، لیکن افسوس کی بات ہے کہ بعض پہلوؤں سے اس میں کانٹے پیدا کئے جاتے ہیں اور نفرتوں کو ہوا دی جاتی ہے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم کسی بھی لحاظ سے مذہب میں تشدد کے قائل نہیں ہیں۔

حضور نے فرمایا جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ اس کی مخلوق سے نفرت کر ہی نہیں سکتا۔ جو ایسا کرتا ہے وہ سچائی سے دور ہے۔ اور یہ دونوں باتیں ایک جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہم نے ایک دن بھی ایسا نہیں دیکھا کہ جب ہمیں آپ سے کوئی شکوہ ہوا ہو۔ باوجود اس کے کہ آپ کا مذہب ہم سے مختلف ہے اور کلچر بھی مختلف، آپ نے ہمیشہ تعاون ہی کیا ہے۔ اسی طرح ہماری طرف سے بھی آپ کو کبھی کوئی شکوہ کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ حضور انور نے اس اعزاز پر دوبارہ شکریہ ادا کیا۔ اور انہیں قرآن پاک کے جرمن ترجمہ کے علاوہ بیت محمود زیورک کا ماڈل اور اپنی تازہ کتاب "MURDER IN THE NAME OF ALLAH" مرڈر ان دی نیم آف اللہ تحفۃً پیش فرمائی۔ میئر کی نمائندہ مسز ایملی نے بھی اس موقع پر حضور کی خدمت میں زیورک کے بارہ میں کتب کا تحفہ پیش کیا۔

پریس کانفرنس

اسی روز دوپہر بیت المحمود میں پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں پریس فوٹوگرافرز کے علاوہ سوئس نیوز ایجنسی، سوئس پولیٹیکل کارسپانڈنس، نیوز ایجنسیز کے نمائندگان اور سوئٹزرلینڈ کے فرنچ اور جرمن زبانوں کے تین مشہور و معروف اور کثیر الاشاعت اخباروں کے رپورٹرز نے شرکت کی۔ یہ پریس کانفرنس تقریباً ۲ گھنٹے تک جاری رہی اور ملک کے پانچ اخبارات نے اس کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ شائع کی۔ اس موقع پر نمائندگان پریس نے حضور انور سے جو سوالات دریافت کئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اسلامی کیلنڈر کس طرح شروع ہوتا ہے؟ بانی جماعت احمدیہ کا دعویٰ کیا ہے؟ اور ان کی آمد کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ پاکستان میں جماعت احمدیہ پر مظالم اور احمدیت کے مخالف قوانین کے اجراء کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا صرف پاکستان میں ہی آپ کے خلاف مظالم ہو رہے ہیں؟ آپ کی پاکستان میں واپسی کس صورت میں ممکن ہے؟ آپ کو غیر مسلم کہنے پر کیوں اصرار کیا جا رہا ہے؟ آپ میں اور وہابیوں میں کیا فرق اور اختلاف ہے ایرانی لوگوں کا آپ کے بارہ میں کیا رویہ ہے؟ حضور ایدہ اللہ نے تمام سوالوں کے نہایت تفصیلی اور مؤثر جوابات دیئے۔ اس پریس کانفرنس کے بعد حضور نے مشن ہاؤس میں نمائندگان پریس کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ ۵ بجے حضور انور نے ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں۔

یونیورسٹی آف زیورک میں حضور کا خطاب

رات ۸ بجے یونیورسٹی آف زیورک تشریف لے گئے۔ جہاں حضور کے لیکچر کا انتظام کیا گیا تھا۔ یہاں پر حضور نے ڈیپارٹمنٹ آف ہسٹری اینڈ سائنس آف ریلیجن کے زیر اہتمام ایک تھیالوجیکل سیمینار سے خطاب فرمایا۔ اس خطاب کا اہتمام یونیورسٹی کے کمرہ نمبر ۲۰۰ میں کیا گیا تھا۔ حضور کے خطاب کا عنوان EXACTIVITY OF ISLAM FOR THE WESTERN CIVILIZATION تھا

خطاب کے بعد تقریب کا اہتمام کرنے والے پروفیسر ڈاکٹر FRITZ STOLZ نے حضور کے خطاب کا خلاصہ جرمن زبان میں بیان کرتے ہوئے طلباء کو سوالات کرنے کی دعوت دی۔ پروفیسر موصوف ہر سوال کا جواب بھی طلباء کو جرمن زبان میں بتاتے تھے۔ اس تقریب میں یونیورسٹی کے متعلقہ شعبہ کے ۴۳ طلباء حاضر ہوئے۔ زیورک یونیورسٹی سوئٹزرلینڈ میں طلباء کی تعداد کے لحاظ سے سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔ جو کہ ۱۸۳۱ء سے قائم ہے اور اس وقت ۲۰ ہزار طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔

حضور کے خطاب کا خلاصہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں یورپ اور امریکہ وغیرہ میں نئی اور پرانی نسلوں کو متاثر کرنے والی تبدیلیوں کے رونما ہونے کا ذکر کر کے اس میں دین حق کے کردار پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ آج کی نوجوان نسل نے اپنے آباء و اجداد سے جن اقدار کو حاصل کیا ہے وہ اس کے متعلق تذبذب کا شکار ہے۔ یہ اقدار مذہب و معاشرت سے ہی تعلق نہیں رکھتیں بلکہ دنیا کی تخلیق اور خدا اور بندے کے باہمی تعلقات سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔ یہ تبدیلی پندرھویں صدی میں شروع ہوئی اور انیسویں صدی میں ایک بغاوت کا رنگ اختیار کر گئی۔ نتیجۃً بعض فلسفیانہ تحریکات اور مذہبی گروہوں نے جنم لیا۔ جنہوں نے زندگی کے ہر شعبہ کو متاثر کیا۔ حضور نے فرمایا کہ آج کی نسل ایک قسم کے خلفشار میں سے گذر رہی ہے اور اس کو کوئی رستہ دکھائی نہیں دے رہا۔ اس لئے وہ اپنا تشخص بھی بھلا رہے ہیں۔ ہمارا مذہب اس خلفشار کو دور کرتا اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے اختلافات کو دور کرتا ہے کیونکہ وہ ان کے شعور کی تدریجی ترقیات پر یقین رکھتا ہے اور یہ زندگی کے دائرہ پر محیط ہے ہمارا مذہب قربانی و ایثار اور دوسروں کے حقوق کا تحفظ سکھاتا ہے اور ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ اور اس کا مذہب کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہمارا مذہب یہ تمام امور اس انداز سے سکھاتا ہے کہ پڑھے لکھے اور صاحب فکر لوگوں کو متاثر کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دین حق ان کے کردار اور سائنس کی باتوں کو مسترد نہیں کرتا بلکہ ان کا مذہب کے ساتھ باہم تعلق بھی بیان فرماتا ہے۔ اور یہ ثابت فرماتا ہے کہ مذہب اور سائنس ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ ان کا آپس میں گہرا ربط ہے۔ فرمایا کہ میں نے مذہبی طرزِ فکر اور دین حق کا گہرا مطالعہ کیا ہے جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ دین حق ہی آج کے ذہنی خلفشار کا علاج کر سکتا ہے۔

نئی تعلیمات جذبات میں ایکدفعہ ہیجان پیدا کر دیتی ہیں مگر دل اور روح کو سکون نہیں بخش سکتیں جبکہ یہ ہیجانی کیفیت کے لحاظ سے بیماری کی علامت ہے نہ کہ اس کا علاج۔ اور پھر اس سے انسانی اغراض بلند نہیں ہوتیں۔ اس لحاظ سے دنیا ایک ایسے دور سے گذر رہی ہے کہ انسانی اخلاقیات پر سوالات اٹھائے جا رہے ہیں۔ لوگ آزاد رہنا چاہتے ہیں لیکن یہ رجحان ایک لحاظ سے بغاوت کی طرف بھی مائل کر سکتا ہے جو بالآخر ہر چیز کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گی۔ حضور نے فرمایا کہ دین حق ایک ایسا ضابطہ اخلاق عطا کرتا ہے جو اس امر کی وضاحت بھی کرتا ہے کہ انسان کو ضابطہ اخلاق کی ضرورت کیوں ہے۔ آج انسان کو صرف وہی مذہب متاثر کر سکتا ہے جو اپنے ضابطہ اخلاق کی ضرورت بھی بیان کرتا ہے کیونکہ آج گھریلو زندگی بدل چکی ہے اور رشتوں کا تقدس ختم ہو چکا ہے مگر دین حق رشتوں کے تعلق کو نہ صرف قائم کرتا بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں ایک ضابطہ اخلاق عطا کر کے انسانی شعور اور ضمیر کو مطمئن بھی کرتا ہے۔ حضور نے اس نکتہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ دین حق اس ماڈرن دنیا کو کیا دے سکتا ہے فرمایا کہ انسان ہمیشہ سے ماڈرن رہا ہے۔ ہر دور کا انسان اپنے لحاظ سے ماڈرن رہا ہے۔ انسان کی ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ وہ بالکل آزاد ہو جائے اور جواب دہی کا کوئی تصور باقی نہ رہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اگر انسان اسی طرح آزادی کی طرف بڑھتا رہا اور ہر قسم کی جوابدہی کے تصور کو رد کرتا رہا تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب اس کو راہِ راست پر لانے کی ہر کوشش بے کار ہو جائے گی۔ اور پھر انسان کو کسی قسم کے امن کی کوئی ضمانت بھی نہ مل سکے گی۔ آج جو جرائم بڑھ رہے ہیں تو اس کی یہی وجہ ہے کہ انسان بے لگام ہو کر آزادی کی طرف دوڑ رہا ہے۔ دنیا کے ہر ملک میں جرائم بڑھ رہے ہیں۔ عورتوں کی آزادی کی تنظیمیں بن رہی ہیں لیکن ان کے باوجود آج عورت کی حالت چالیس سال پہلے کی نسبت بدتر ہے اور آج وہ پہلے سے زیادہ غیر معقول ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ان تمام حالات میں آج

باقی صــ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

نون ۔ سین

سووینئر ۔ کینیڈا

لوگ کہتے ہیں کہ تصنیف مصنف کی اولاد کی طرح ہی ہوتی ہے۔ مصنف کو اپنی تصنیف سے اسی طرح پیار ہوتا ہے جس طرح وہ اپنی اولاد سے پیار کرتا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جب یہ فرمایا تھا کہ

"عموں کا ایک دن اور چار شادی"

تو اگرچہ اولاً تو اپنی اولادِ مبارکہ ہی کے لیے یہ بات کہی گئی تھی۔ لیکن اگر اسے ذرا سی وسعت دی جائے تو حضور کی تصانیف اور پھر اس کے بعد سلسلے کی تصانیف بھی اس زمرے میں آجاتی ہیں۔ موجودہ حالات کو پیش نظر رکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر کسی ایک جگہ پر تحریر پر پابندی لگے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کسی اور جگہ کئی گنا تحریر کے مواقع مہیا فرما دیتا ہے۔

پنجاب کی حکومت نے جب جشنِ تشکر کے منانے پر پابندی لگائی تھی تو اس میں ایک شق یہ بھی داخل کر دی گئی تھی کہ اس موقعہ پر کوئی پمفلٹ طبع کروا کر تقسیم نہ کیا جائے۔ اور اس پابندی کی پوری طرح تعمیل کی گئی۔ لیکن اب جبکہ دنیا کے مختلف علاقوں سے اس موقع پر شائع ہونے والے سووینئر دھڑا دھڑ چلے آرہے ہیں تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یہ بات اپنے دامن میں تمام وسعتوں کو سمیٹے ہوئے ہمارے سامنے آئی ہے کہ ع

عموں کا ایک دن اور چار شادی

کینیڈا کی احمدیہ جماعت نے جو سووینئر شائع کیا ہے اسکے ۱۲۰ صفحات انگریزی زبان کے لیے وقف کیے گئے ہیں اور ۱۰۴ صفحات اردو زبان کیلئے گویا کہ یہ سووینئر ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ یوں لگتا ہے ایک خاصی بڑی کتاب ہے۔ کیونکہ یہ ۲۲۴ صفحات بڑے سائز کے ہیں۔ کتابی صفحات میں تو یہ ۵۰۰ صفحات کے قریب ضخامت کی حامل کتاب بن سکتی ہے۔

اردو حصے میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا دنیا بھر کے لیے پیغام شائع کیا گیا ہے۔ اداریے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قائم کردہ جماعت کی ترقی کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ عنوان ہے

"میری فتح ہوئی۔ میرا غلبہ ہوا"

اس میں کیا شک ہے کہ قادیان سے ہلکی سی اٹھنے والی آواز آج ۱۲۰ ممالک میں گونج رہی ہے۔ مربی انچارج مکرم نسیم مہدی صاحب کا مضمون "لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں" یہ بھی تقریباً وہی موضوع لیے ہوئے ہے۔ ایک اور مضمون جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی آمد اور حضور کے دعاوی سے تعلق رکھتا ہے وہ ہمارے ایک مربی محمد اعظم اکسیر صاحب کے رشحات قلم کا مرہونِ منت ہے۔ صالح محمد صاحب اللہ دین نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عہد پر دلیل ایک نشان کسوف و خسوف پیش کیا ہے۔ اردو حصے میں ایک نہایت اہم اور ایمان افروز دلچسپ یہ بات شامل کی گئی ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ حضور کے پہلے، دوسرے، تیسرے اور چوتھے جانشین اور محترم محمد ظفر اللہ خان صاحب کی دستی تحریروں کے نمونے پیش کئے گئے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق حضور کے معاصرین نے کیا کچھ کہا اور کس طرح کہا یہ بھی اس سووینئر کا ایک حصہ ہے۔ ان میں بعض ایسی تحریریں بھی شامل ہیں جو حضور کی وفات پر لکھی گئیں اور جن میں حضور کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا اور حضور کے اعلیٰ و ارفع مقام کی طرف اشارہ کیا گیا۔

اس سووینئر کا ایک نہایت اہم حصہ اس رنگ میں ہمارے سامنے آتا ہے کہ روزِ اوّل سے لیکر موجودہ وقت

باقی صفحہ ۸ پر

اطلاعات و اعلانات

مڈل کے امتحان میں نمایاں کامیابی

عزیزم لیاقت علی ولد چوہدری بشیر احمد صاحب نے اپنے سکول گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول چک ۲/۷ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں امسال مڈل کے امتحان میں ۷۱۸/۸۵۰ نمبر حاصل کر کے اپنے سکول کے تقریباً ½۱ سو طلباء میں سے دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ کامیابی مبارک کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ عزیزم نے اس سے پیشتر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پرائمری کے امتحان میں بھی وظیفہ حاصل کیا تھا۔

(ناصر احمد ملہی مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ جڑانوالہ)

نمایاں کامیابی

عزیزہ شازیہ مبارک بنت مکرم مبارک احمد صاحب عابد نے امسال میٹرک کے امتحان میں فضل عمر گرلز ہائی سکول ربوہ میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیزہ کی بیش از بیش کامیابیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم چوہدری حسن محمد صاحب سکنہ کوٹ لالہ جماعت احمدیہ بھڑی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۱۱/۷/۸۹ بروز منگل ۹۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔

موصوف بڑے پرجوش داعی الی اللہ اور مخلص خادم سلسلہ احمدیہ تھے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

(حکیم قاضی نذر محمد چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ)

● میری خوشدامنہ مکرمہ محمد بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری شکر دین صاحب ساکن مانگا ضلع سیالکوٹ ۱۰ جولائی کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ بوجہ موصیہ جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں ۱۱ جولائی کو بعد از نماز عصر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے نماز جنازہ پڑھائی اور شام چھ بجے مقبرہ بہشتی میں دفن کر دی گئیں۔

قبر تیار ہونے پر مکرم چوہدری منور احمد کاہلوں نے دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ دے۔

(سردار خال مکان ۵ گلی ۲ کرم آباد وحدت روڈ لاہور)

پتہ درکار ہے

۱۔ محترمہ ذاکرہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم میاں محمود احمد صاحب وصیت نمبر ۱۶۷۷۴ نے ۶۲۸/۱ مقبول پورہ راولپنڈی سے وصیت کی تھی۔ اس کے بعد دفتر سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔

۲۔ مکرم چوہدری عزیز اللہ صاحب ولد مکرم چوہدری غلام حسین صاحب سفید پوش وصیت نمبر ۵۱۰۴ چک نمبر ۱۰۵ ج ب قاضی والا براستہ بڑنالہ ضلع فیصل آباد معلوم ہوا ہے کہ مکرم چوہدری عزیز اللہ صاحب کراچی چلے گئے ہیں۔

اگر موصی خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی اور دوست کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو تو نظارت بہشتی مقبرہ کو اطلاع دیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

بازیافتہ نقدی

عید سے ایک دو روز قبل دار النصر غربی کی سڑک کے نزدیک کچھ نقدی گری ہوئی ملی ہے۔ جس دوست کی ہو وہ چوہدری عنایت اللہ صاحب نزد بیت الحمد دار الیمن غربی ربوہ سے رابطہ قائم کریں۔

بقیہ: دورہ جرمنی

صرف ہمارا مذہب ہی ایک ایسا مذہب ہے جو امن کا پیغام عطا کرتا ہے اور اعلیٰ انسانی قدریں اور اخلاقی عظمتیں سکھاتا ہے۔ حضور انور کے اس خطاب کے بعد پروفیسر FRITZSTOLZ نے طلباء کو سوالات کی دعوت دی۔ اس پر بعض طلباء نے چند سوالات کئے۔ آخر پر حضور نے تمام حاضرین کا اس تقریب میں تشریف لانے پر شکریہ ادا فرمایا اور پھر وہاں سے آپ مع قافلہ بیت المحمود واپس تشریف لے گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: سووینیر

تک ہر اہم واقعہ اور خصوصیت کے ساتھ ہر جانشین کی سوانح حیات پیش کیے گئے ہیں۔ اس حصے کو ہم اس لیے تمام حصوں سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں کہ ایک تو فوری طور پر احمدیت کی ساری داستان سامنے آجاتی ہے۔ دوسرے یہ ایک ایسی چیز ہے جسے ریفرنس بک کے طور پر رکھا جاسکتا ہے۔ جن لوگوں نے احمدیت کے لیے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ انکی فہرست بھی موجود ہے اور بیت الفضل لندن کی کہانی بھی اسی طرح ایک مضمون حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق مکرم غلام رسول اعوان صاحب کا تحریر کردہ اس سووینئر میں شامل کیا گیا ہے

جماعت احمدیہ کینیڈا اور احمدیہ گزٹ کینیڈا کا تعارف بھی تدریجی ترقی کو مدّنظر رکھتے ہوئے اس سووینئر میں شامل کیا گیا ہے۔ نظم کے حصّے میں محترم ثاقب زیروی صاحب، محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ، محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ اور مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی نظمیں اس سووینئر میں شاملِ اشاعت کی گئیں ہیں

انگریزی حصے میں دو باتوں نے خاص طور پر ہماری توجہ اپنی طرف کھینچی ایک تو یہ کہ اس موقعہ کیلئے گورنر جنرل صاحب کینیڈا، پرائم منسٹر صاحب حزب اختلاف کے لیڈر، نیو ڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈر، منسٹر آف سٹیٹ ملٹی کلچرل ازم اور شہریت، انٹاریو کے وزیر اعلیٰ اور شہریت کے وزیر اور مختلف بڑے بڑے شہروں کے میئرز کے پیغامات کا مکمل متن شامل اشاعت کیا گیا ہے یہ ایک نہایت تاریخی حیثیت کی حامل تحریریں ہیں۔ ان سے آنیوالے لوگوں کو یہ موازنہ کرنے کا موقعہ مل سکے گا کہ ایک طرف تو ایک چھوٹے سے صوبے کی انتظامیہ کو یہ سوجھی کہ جشنِ تشکر پر پابندی لگا دی جائے اور دوسری طرف کینیڈا جیسے بڑے اور مضبوط ملک کے میئرز سے لیکر گورنر جنرل تک نے ہدیہ تبریک پیش کیا اور اپنے پیغامات میں احمدیت کی ترقی کے لیے دعائیں کیں۔

دوسری بات جو اس حصّے میں ہمیں خاص طور پر پیاری لگی وہ ہیں تصاویر۔ یہ حصّہ متعدد تصاویر سے مزین کیا گیا ہے۔ ان تصاویر میں بعض نایاب نہیں تو کمیاب تصاویر بھی شامل ہیں۔ یہ تصویریں بذاتِ خود انسان کی توجہ احمدیت کی تدریجی ترقی اور احمدیت کی خدمت کے لیے نہایت مخلصانہ جذبات کی طرف کھینچتی ہیں۔ اس سووینئر کے مدیر اعلیٰ مکرم حسن محمد خان صاحب ہیں، مدیر ہدایت اللہ ہادی اور معاون محمد حمزہ قائیل خان ہیں اس کے نگرانِ اعلیٰ و سرپرست مولانا نسیم مہدی جو کینیڈا کی جماعت کے امیر اور مشنری انچارج ہیں۔ ہم ان سب کو اور ہر اس شخص کو جس نے اس سووینئر کی ترتیب، طباعت اور اشاعت میں حصہ لیا ہے تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ احمدیہ گزٹ دنیا بھر کی لائبریریوں میں رکھا جا سکے تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس سے استفادہ کر سکیں یہ احمدیت کی ترقی کا منہ بولتا ثبوت ہے اور یہی ثبوت پیش کرنے کی اس وقت سب سے زیادہ ضرورت ہے

جبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام ۔۔۔۔ ۱۵ روپے
۶۰ گرام ۔۔۔۔ ۴۵ روپے
پوسٹ بکس نمبر ۶۰
فون ۶۳۴
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

خبریں

★ ۔ پاکستان اور بھارت تجارت، زراعت، صنعت، صحت، ثقافت اور دوسرے شعبوں میں دوطرفہ تعاون بڑھانے کے لئے متعدد اقدامات پر راضی ہو گئے ہیں۔ مزید ۲۳۲ اشیاء درآمد کی جا سکیں گی۔ دونوں ملکوں کے درمیان سفر کی سہولتوں کا اعلان۔ صرف ۱۴ دن کا ویزہ رکھنے والوں پر پولیس رپورٹنگ کی پابندی نہیں ہوگی۔ ٹورسٹ ویزہ مل سکے گا۔ اس طرح تجارتی میلوں میں شرکت کے لئے سہولت پیدا کی جائیگی۔ دونوں ملک ایک دوسرے کے طلبہ کو وظائف دیں گے۔ تعلیمی اور طبی ماہرین، مورخین، سائنس دانوں اور دانشوروں کا تبادلہ ہوگا۔

★ حیدرآباد کھائی روڈ اور فقیر کا پڑ کے مقامات پر دو نسلی گروہوں کے درمیان فائرنگ کے واقعات میں ۱۶ افراد ہلاک اور ۲۵ زخمی ہو گئے۔ شہر کے متعدد دوسرے مقامات میں بھی تصادم جاری رہا۔ انتظامیہ نے فوج کو طلب کر لیا ہے۔ اس سے قبل سندھ کا قدیمی شہر ہالہ بھی عید کے روز سے جاری ہنگاموں کے باعث فوج کے حوالہ کیا جاچکا ہے

★ ۔ پاکستان کی دفاعی ضروریات کا جائزہ لینے کیلئے پاک امریکہ مذاکرات آئندہ پیر کو واشنگٹن میں ہوں گے۔

★ ۔ اتفاق فونڈری کے سینکڑوں ملازمین نے گزشتہ روز اپنے مطالبات کے حق میں کوٹ لکھپت ریلوے سٹیشن پر ریل کا پہیہ جام کر دیا۔ جس سے ملک بھر میں ٹرینوں کا انتظام درہم برہم ہو کر رہ گیا۔ مظاہرین ریلوے لائن پر شامیانے اور دریاں لگا کر دھرنا مار کر بیٹھ گئے اور مطالبات منظور ہونے تک ریل کا پہیہ جام رکھنے کا اعلان کیا۔ ۲۰ سے زائد ٹرینیں متاثر ہوئیں اور ہزاروں مسافروں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ ٹرینیں چھ سے بارہ گھنٹے لیٹ اپنی منزلِ مقصود پر پہنچیں۔

★ ۔ امریکہ نے مجاہدین کو اسلحہ کی فراہمی روکنے کی دھمکی دے دی ہے۔ امریکہ کا موقف ہے کہ مجاہدین مختلف دھڑوں میں بٹ گئے ہیں۔ اور ان کا باہمی تصادم امریکی مفاد کے خلاف ہے امداد میں کمی یا مکمل بندش سے متعلق فیصلہ موجودہ پالیسی پر نظر ثانی کے بعد ہوگا۔

★ ۔ پنجاب میں موٹر وہیکل انسپکشن سسٹم بحال کر دیا گیا۔ صوبائی حکومت نے یہ اقدام موٹر ٹرانسپورٹ فیڈریشن کے مطالبہ پر کیا ہے۔

صوبائی حکومت کے محکمہ ٹرانسپورٹ نے صوبے کے بس اسٹینڈوں کی حالت بہتر بنانے کیلئے بھی ایک سروے شروع کیا ہے۔

★ ۔ کابل میں وزیر دفاع سمیت ۳ سو افراد گرفتار کر لئے گئے۔ افغانستان کی فوج نے منگل کے روز کابل میں گھر گھر تلاشی لی۔ اس مہم میں بھاری تعداد میں اسلحہ پکڑا گیا اور گرفتاریاں بھی عمل میں آئیں۔ بعد میں کچھ افراد کو رہا بھی کر دیا گیا۔

★ ۔ سلمان رشدی کی بدنام زمانہ کتاب "شیطانی آیات" کا فرانسیسی ترجمہ فرانس سے شائع ہو رہا ہے اور کتاب عنقریب فرانس کے تمام بک اسٹالوں سے خریدی جا سکے گی۔ یورپ میں شیعہ مسلم برادری کے رہنما نے کتاب کی تمام کاپیاں خریدنے کی پیشکش کر دی ہے۔

بے بی ٹانک
BABY TONIC
پیکنگ ۹۰ ٹیبلٹس: قیمت -/۱۰ علاوہ ڈاک خرچ
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: سیلز آفس ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹر ۶۰۷

(رجسٹرڈ)
حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ
نرینہ اولاد سے محروم
بے اولاد۔ اٹھرا
سوکھا۔ گرمی
گیس کا علاج کرنیوالے
حضوری باغ روڈ
نزد پرانی کوتوالی
ملتان
ہر ماہ کی ۲۵ سے ۲۷ تاریخ تک حکیم عبدالحمید اعوان مطب میں حاضر ہوتے ہیں